SUMMARY

MINOR RESEARCH PROJECT IN ARABIC

Rashtrasant Tukdoge Maharaj Nagpur University Nagpur

TOPIC

Padma Bhushan Maulana Abdul Karim Parekh Hayat Aur Khidmat

❖ Presented By ❖

Dr. AFROZ JABEEN

Vasant Rao Naik Institute of Arts and Social Science,

NAGPUR.

مقالہ

پدم بھوشن مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب حیات وخدمات

برائے مائنر ریسرچ پروجیکٹ (عربی)
راشٹر سنت تکڑوجی مہاراج ناگپور یونیورسٹی ناگپور

پیش کنندہ

ڈاکٹر افروز جبیں
وسنت راؤ نائک گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف آرٹس اینڈ سوشل سائنز ناگپور

الفہرس

پیش لفظ

فصل اوّل: شخصی حالات

ایوارڈ

سوانح حیات

تعلیم وتربیت

اخلاق وکردار

مولانا ابوالحسن ندوی سے ربط وتعلق

فصل دوّم: فلاحی سرگرمیاں

قومی سرگرمیاں

تجارتی سرگرمیاں

بین الاقوامی سطح پر سرگرمیاں

فصل سوّم: خیالات، وژن، نظریہ اور زندگی

روحانیت اور عقیدہ

سائنس روحانیت کی بازگشت ہے

روحانیت، شخصیت کی تعمیر میں مددگار

زندگی کی حقیقت کی بازیافت

قومیت، روحانیت کے حوالے سے

روحانیت سیاست کی مزکی ہے

روحانیت انسانیت کی معمار ہے

روحانیت، انسانی تعلقات کو استحکام بخشتی ہے

روحانیت میں خدا کی تلاش

جبر واکراہ، اسلامی روح کے لئے سمِ قاتل ہے

انسانی نسل اور روحانیت

پیدائشی مذہب یا اختیاری مذہب

روحانیت کے ذریعہ مذہبی آزادی

روحانیت میں سیکولرزم کی جڑیں

انفاق روحانیت کا منطقی نتیجہ ہے

دہشت گردی کی مذمت

روحانیت اور جوابدہی

فصل چہارم: ذوقِ مطالعہ

علمی خدمات

مکمل فہرست تصانیف

پیش لفظ

پدم بھوشن مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب کی شخصیت ہندوستان گیر اور عالمگیر سطح پر ایک جانی مانی شخصیت تھی۔ انھوں نے فکری و نظریاتی عطیات کی صورت میں جو خدمات انجام دی ہیں۔ اُن سے ساری دنیا کے مذہبی حلقے واقف ہیں۔ مولانا پاریکھ صاحب کے علمی کارناموں پر نظر ڈالیں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ کیسی کیسی نادر تصنیفات ان کے قلم سے نکلی ہیں کہ اہل علم نے بھی اُس کی داد دی اور علماء ہند کی فضیلت کا اعتراف کیا۔

مقالہ کی چند خصوصیات کی طرف اشارہ ضروری ہے۔ ہندوستان کے ممتاز عربی عالم مولانا پاریکھ صاحب کے حالاتِ زندگی، اُن کی فلاحی، تجارتی اور بین الاقوامی سطح پر سرگرمیاں اور ان کے علمی کارناموں کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہے۔

شخصی حالات:

عربی ادب میں جن مایہ ناز ہستیوں کا نام بڑی عزت واحترام کے ساتھ لیا جاتا رہے گا ان ہی میں پدم بھوشن مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب کا بھی شمار ہوگا۔ مولانا پاریکھ صاحب کی شخصیت ایک جانی مانی شخصیت تھی۔ وہ جلیل القدر عالم، مبلغ اسلام، مفسر القرآن، مترجم قرآن، مصنف وخطیب، تاجر اور انسانیت کے روشن چراغ تھے۔ یک جہتی، ہم آہنگی اور رواداری کے علمبردار تھے۔ انھوں نے فکری ونظریاتی عطیات کی صورت میں جو خدمات انجام دی ہیں اُس سے ساری دنیا کے مذہبی حلقے واقف ہیں۔ مولانا پاریکھ عربی کے اُن اہل قلم اور صاحب فکر دانشوروں میں سے ہیں جن کی تخلیقات قلم نے اہل عربی کے ذہنوں کو جلا بخشی ہے اور ہمارے قلب ودماغ کو روشن وتابناک کیا ہے۔ ان کی نظر میں ساری دنیا ایک کنبہ تھی وہ نفرت ولڑائی اور دہشت گردی کے سخت مخالف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں قوم وملت کا درد، سماجی اصلاح کی فکر اور روشن دل ودماغ بخشا تھا۔

اسلام کی بنیادی کتاب قرآن مجید کے مطالعہ کا شغف رکھنے والی اور اس سے حاصل ہونے والے فیض کو اپنے ماحول اور ارد گرد کے لوگوں میں عام کرنے والی اور ملک کی حفاظت کے تعلق سے جو مسائل اٹھتے ان کو حل کرنے کی فکر کرنے والوں میں پیش پیش رہنے والی شخصیت تھی۔ مولانا صاحب دینی، ملکی وملّی معاملات میں اس حد تک مصروف ہو چکے تھے کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان کی یہی دلچسپی ہے۔ حالانکہ انھیں اپنی کاروباری لائن میں بھی دلچسپی تھی۔ مولانا صاحب نے اپنی پوری زندگی میں پُر امن بقائے باہمی کی راہ پر گامزن ہونے کے نظریہ کی نہ صرف خود پیروی کی بلکہ

عوام الناس میں اس کی اشاعت اور اُن کی رہنمائی کا بھی فریضہ انجام دیا۔ اپنے پُر امن انسانی بقائے باہمی کے لئے پیغام الٰہی کی ترسیل کے مقصد کو آگے بڑھانے کے لئے انھوں نے کتابیں تصنیف کیں۔ تقاریر کیں اور اپنی ذاتی حیثیت میں تمام اقوام، ذات، برادری اور مختلف مذاہب کے ماننے والے لوگوں کی رہنمائی فرمائی۔ یہ اُن کے لئے اُن کی زندگی کا مشن بن گیا۔ ہر ایک کے لئے محبت اور رواداری کے ضمن میں انھوں نے اپنی بیش بہا خدمات پیش کیں اور اس طرح انسانی تعلقات کو مستحکم کیا۔

مولانا صاحب نے ملک اور بیرونی ملکوں میں کئی جلسوں اور سیمیناروں میں شرکت کی اور دوسرے قومی رہنماؤں سے ملی مسائل پر باتیں کیں۔ مولانا کی سوچ وفکر دوسروں سے علاحدہ تھی وہ جہاں کسی بات کو پیش کرتے وہیں اس کا حل اور مفید پہلو بھی بیان کر دیتے تھے۔ مولانا صاحب نے نئی دہلی کے علاوہ متعدد شہروں میں خطابت کئے۔ ان کی تقریر کا انداز متاثر کن تھا۔ ان کی تقاریر اور درس قرآن کے کئی آڈیو، ویڈیو کیسٹ اور سی۔ ڈی۔ ہندوستان کے علاوہ دنیا کے کئی ملکوں میں بے حد مقبول ہیں۔

ایوارڈ:

مولانا پاریکھ صاحب کو درجنوں ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ہندو، مسلم اتحاد اور قومی یک جہتی کے فروغ کے لئے حکومت ہند نے مولانا صاحب کو ۲۰۰۱ء میں پدم بھوشن اعزاز سے نوازا تھا۔ راشٹر سنت تکڑوجی مہاراج ناگپور یونیورسٹی سے ''جیون گورو پرسکار''۔ آل انڈیا میمن فاؤنڈیشن کی جانب سے سماجی خدمت کا لائف ٹائم ایوارڈ، ماہنامہ محفل ضم نئی دہلی سے سر سید احمد

خان ایوارڈ، مینگنم فاؤنڈیشن کی جانب سے قومی یک جہتی ایوارڈ اور کیلی فورنیا (امریکہ) میں امریکن فیڈریشن آف مسلمس فرام انڈیا (اے۔ایف۔ایم۔آئی) کی جانب سے پرائڈ آف انڈیا کے ایوارڈ سے سرفراز کیا گیا تھا۔شاہ ولی اللہ محدث انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی کی جانب سے مولانا صاحب کی وفات کے بعد دسمبر ۲۰۰۷ء میں شاہ ولی اللہ ایوارڈ سے بھی نوازا تھا۔

شخصی زندگی: مولانا پاریکھ صاحب کا نکاح پہلے زبیدہ صاحبہ سے ہوا تھا۔لیکن ایک سال کے اندر ہی اُن کا انتقال ہوگیا۔اس کے بعد اُن کا نکاح امینہ صاحبہ سے ہوا۔امینہ صاحبہ کا انتقال ۱۸/اگست ۲۰۰۱ء میں ہوا۔مولانا صاحب کے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔بڑے فرزند حاجی عبد الغفور پاریکھ، دوسرے بیٹے حاجی عبد الرؤف پاریکھ، تیسرے بیٹے حاجی عبد القیوم پاریکھ اور چوتھے فرزند حاجی عبد الماجد پاریکھ ہیں۔مولانا صاحب کے بھتیجے اور داماد الحاج عبد الوہاب پاریکھ ہے۔۱۱/ستمبر ۲۰۰۷ء کو ناگپور میں مولانا صاحب نے وفات پائی۔دوسرے دن مرحوم کو لکڑ گنج قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

سوانح حیات:

مولانا پاریکھ صاحب کا خاندان گجرات سے تعلق رکھتا ہے۔کچھی زبان بولنے والی میمن کمیونٹی سے اُن کا تعلق ہے اور جو اپنے تجارتی پس منظر اور کاروبار طرز زندگی کے لئے مشہور ہیں۔ مولانا صاحب کے والد عبد الطیف کاٹھیاواڑ (گجرات) سے تلاش معاش کے سلسلے میں ودربھ آگئے تھے۔مولانا پاریکھ مہاراشٹر کے ضلع آکولہ کے ایک دیہات کان سیونی میں ۱۵/اپریل ۱۹۲۸ء کو پیدا ہوئے۔مولانا کے ایام طفولیت ہی میں اُن کے والد ناگپور منتقل ہوئے۔۱۹۳۵ء

میں یہ خاندان ناگپور میں آباد ہوگیا۔عبدالطیف پاریکھ نے چند سال ایک مسلم ممبر مرچنٹ کے یہاں ملازمت کی اور پھر ۱۹۴۴ء میں نہایت ہی چھوٹے پیمانے پر جلاؤ لکڑی کا اپنا ذاتی کاروبار شروع کیا تاکہ اپنے خاندان کی معاشی کفالت کرسکیں۔

مولانا عبدالکریم پاریکھ نے اپنی زندگی کا آغاز اپنے خاندان اور زندگی کے عام مشغلہ کے لحاظ سے کامیاب کاروباری شخص کی حیثیت سے کیا۔وہ لکڑی کے بڑے کاروباری تھےاور یہ کام آخر تک ان کا معاشی ذریعہ رہا۔

تعلیم وتربیت:

مولانا صاحب کے والدمحترم کی خستہ حالی نے مولانا کی ابتدائی تعلیم کومتاثر کیا۔مولانا صاحب نوسال کی عمر ہی میں کسب معاش میں مصروف ہوگئے اور بچہ مزدور کے زمرے میں شامل ہوگئے۔یہی شئے اُن کی حصول تعلیم کی راہ میں رکاوٹ بنی۔ چنانچہ پکواسا گجراتی اسکول، ناگپور میں پرائمری تعلیم ہی حاصل کرسکے۔ پڑوس کی ایک خاتون سے انھوں نے قرآن کی تلاوت اور اُس کا ترجمہ پڑھنا سیکھا۔ دیگر زبانیں انھوں نے اپنے دوست ۔اے رحیم صاحب سے سیکھی ۔مولانا صاحب مختلف زبانوں کے کئی اخبارات، رسالوں اور ماہناموں کا مطالعہ کرتے تھے۔وہ کثیرالمطالعہ انسان تھے۔اُن کی طلب علم کی تڑپ کودیکھتے ہوئے اُن کی والدہ ہمیشہ انھیں دعادیتیں کہ: باری تعالیٰ تمھیں ایسا علم دے جوتمھیں علم کا ماہر بنادے۔اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعاؤں کوقبول کیا ۔طلب علم کی تڑپ نے انھیں آمادہ کیا کہ وہ جہاں سے بھی اور جس سے بھی حاصل ہومختلف زبانوں کوسیکھیں۔ وہ ہر اُس زبان کے ادب کا مطالعہ کرتے جن سے وہ واقف تھے۔ انھوں نے

ہندوستانی مذاہب جیسے ہندومت ،اسلام ،جین مذہب ،سکھ مذہب ،عیسائیت کی مقدس کتابوں کا مطالعہ کیا۔ یہاں تک کہ انھوں نے سوامی وویکا نند ،رابندر ناتھ ٹیگور، سوامی دیانند سرسوتی، گرونا نک ،مہاتما گاندھی اور ایسے ہی دیگر مصنفین کا مطالعہ کیا۔علم کی کبھی نہ ختم ہونے والی پیاس سے اپنے آپ کوانھوں نے سرشار رکھااور علم کی جستجو اپنی زندگی کے آخری دن تک جاری رکھی۔

مولانا عبدالکریم پاریکھ نے کلام الہٰی میں غور وخوض کوصرف اپنی عادت نہیں بنایا بلکہ قرآن فہمی کوایک تحریک کی شکل دیدی۔ان کے خاندان کے افرادروزآنہ قرآن کوسمجھ کر پڑھتے ہیں ۔کارخانہ اوران کے دفتر کے مسلم ملازمین بھی کام شروع کرنے سے پہلے تھوڑاوقت قرآن کریم کی تلاوت میں صرف کرتے ہیں۔ان کی کارمیں ہمیشہ قرآن کریم رہتا۔تاکہ کہیں کسی کا انتظار کرنے کی نوبت آجائے تو وقت ضائع نہ ہو بلکہ قرآن مجید کی تلاوت میں وقت گذرے۔ سفر میں بھی قرآن کریم ہمیشہ ساتھ رہتا۔قرآن مجید سے گہراتعلق تھا۔

خیالات، وژن، نظریہ اور زندگی

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب کی آیئڈیالوجی اوراُن کی روحانیت کومندرجہ ذیل عنوانات کے تحت سمجھا جاسکتا ہے۔

روحانیت اورعقیدہ :

مولانا پاریکھ صاحب کا یہ خیال تھا کہ روحانیت اپنے آپ کوعقیدے سے ایک قدم آگے رکھتی ہے۔ یہ تفریق انہوں نے اپنی پوری زندگی میں قائم رکھی۔اُن کا خیال تھا کہ روحانیت انسان کو عظیم اونچائیوں تک لے جاتی ہے۔انسان اس کے معانی اور فلسفے کوسمجھنے کی کوشش کرے اوراپنی روز

مرہ کی زندگی میں اسے لائے۔وہ انتہا درجے کے روحانی انسان تھے۔اپنی زندگی کے سخت ترین حالات کو قابو میں کرتے ہوئے وہ روحانیت کی بلندیوں کی طرف بڑھتے رہے۔ان کے نظریے ،مشن اور زندگی سے ایک بڑا طبقہ ان کی بردباری،صبر اور انکساری سے متاثر ہوا۔مولانا صاحب کا کہنا تھا کہ روحانیت کے بہاؤ کا چشمہ انسان کا دل ہے جو اسے ایک اچھا انسان بناتا ہے۔انہوں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصّہ روحانیت کے اس تصوّر کو لوگوں کے ذہنوں میں اتارنے میں وقف کیا۔روحانیت کا یہ تصّور انسان کو انسانی نسل کی عظمت کے ایک قدم نزدیک کر دیتا ہے۔اور انسانی اقدار کی قدر و قیمت کو بڑھاتا ہے۔مولانا کا کہنا ہے کہ روحانیت روح سے اُبھرنے والی شئے کا نام ہے۔جبکہ عقیدہ وہ شئے ہے جسے انسان باہر سے ادھار لیتا ہے۔جو وہ اپنی تہذیب اور اپنی روایات سے اخذ کرتا ہے۔یہ اپنے عزیز و اقارب سے بھی مستقل ہوتا ہے۔عقیدہ والدین کی عطا کا نام ہے یا اوروں کے اعتقادات کی دین۔روحانیت خود بخود نافذ ہوتی ہے۔جبکہ ایک فرد انسان کے قوانین کے مطابق جینا سیکھاتا ہے۔جسے آسمانی کتب کی گہرائیوں میں جا کر ہی بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔

سائنس،روحانیت کی بازگشت ہے:۔

مولانا پاریکھ صاحب ایک ہونہار دانشور تھے۔انہوں نے کسی بھی چیز کو بغیر دریافت کئے قبول نہیں کیا۔اور کسی چیز کو تعصب کے حوالے سے رد نہیں کیا۔وہ یقین رکھتے تھے کہ جدید سائنس اور ایجادات ،روحانیت کے اثر سے وجود میں آتے ہیں۔کائنات اور زمین کے بارے میں بنیادی حقائق روحانیت نے پیش کئے۔اور اس کے بعد انسان نے ان حقائق کی جستجو کی۔وہ کہتے!انسان نے زمین کی گہرائیاں ناپیں اور آسمان کی وسعتوں کا حال معلوم کیا تا کہ اُن سوالوں کے جواب

حاصل کرے جن کی اُسے تلاش تھی۔ اگر چہ اُس نے نمایاں مقدار میں ترقی کی۔لیکن اُس کی دریافت کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ ایک جاری رہنے والا عمل ہے یہ ثابت کرتا ہے کہ آدمی ہمیشہ کے لئے الٰہی رازوں کی جستجو میں رہے گا جو اُس کی پیاس کو بڑھاتی ہی رہے گی''۔

مولانا کی روحانیت انسانی منطق اور عقلِ عام، معقولیت اور جدید سائنس کا مجموعہ رہی ہے۔ وہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ اگر روحانیت ان محرکات سے محروم رہتی تو شاید اس قدر طویل عرصے تک زندہ نہ رہتی۔ نہ روحانیت کی راہ پر گامزن رہنے کا حوصلہ بخشتی۔

مولانا کا ذوق مطالعہ:

مولانا موصوف کو پڑھنے کا شوق بچپن سے تھا ان کی طلب علم کی تڑپ کو دیکھتے ہوئے اُن کی والدہ ہمیشہ دعائیں دیتیں کہ ''باری تعالیٰ تمہیں ایسا علم دے جو تمہیں علم کا ماہر بنا دے۔ اُن کی اِن دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا۔ اُس زمانے میں اُن کی طلب علم کی تڑپ نے انھیں آمادہ کیا کہ وہ جہاں سے بھی اور جس سے بھی حاصل ہو مختلف زبانوں کو سیکھیں۔ کچھ نہ کچھ سیکھنے کا ایک طوفان سا اُن کے اندر موجزن رہتا۔ مولانا صاحب کے اندر بہت ہی صاف ستھرا اور اعلیٰ درجہ کا علمی ذوق تھا۔ وہ کثیر المطالعہ انسان تھے۔ علم کی جستجو اپنی زندگی کے آخری دن تک جاری رکھی۔

علمی خدمات:

مولانا پاریکھ صاحب کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے کئی سال کی مسلسل محنت سے ''تشریح القرآن'' کے عنوان سے قرآن مجید کی ایک جامع تفسیر تحریر کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انھیں فہم قرآن کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ انھوں نے نہایت ہلکے پھلکے اور عام فہم انداز میں کتاب

الٰہی کے معنی اور مطالب کو تحریر کیا ہے۔ پورے قرآن کو معانی و مضامین کے اعتبار سے ترجمہ کرنا مولانا صاحب کا بڑا کارنامہ ہے۔انھوں نے قرآن حکیم کی حکیمانہ تشریح کی۔ جو چیز اُن کی زندگی میں سب سے زیادہ نمایاں تھی وہ اُن کا قرآن مجید سے تعلق تھا۔ان کی گفتگو، روزمرہ کی بول چال قرآنی آیات کی روشنی میں ہوتی تھی۔ان کی ہر تقریر و تحریر قرآن کی تفسیر تھی۔ترجمہ کی خوبی اور انداز تحریر کی کئی نامور علماء کرام نے تعریف کی ہے۔حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے تحریر کیا ہے۔ ’’قرآن کریم کی خدمت گذاروں میں ایک نام الحاج مولانا عبدالکریم پاریکھ کا بھی ہے۔جن کو لوگ ان کی طویل خدمات کے سبب ایک مبلغ اور داعی قرآن کی حیثیت سے جانتے ہیں اور ان کی تقریروں سے فیض اٹھاتے ہیں۔

۱۹۶۹ء میں اُن کی ایک کتاب ’’قوم یہود اور ہم،قرآن کی روشنی میں‘‘ منظرعام پر آئی اور یہ بھی دیگر زبانوں میں ترجمہ ہوئی۔ درجنوں اور کتابیں ہیں اور کئی زبانوں میں ہیں۔اس میں مدح رسول صلی اللہ علیہ وسلم،مومن خواتین، حج کا ساتھی،مقبول دعائیں،تفسیری خزانہ،اوپر کی دنیا، جادو کا توڑ، بہنوں کی نجات، گائے کا قاتل کون اور الزام کس پر،امن کا پیغام انسانیت کے نام، تعلیم الحدیث، یسرنا القرآن، دعائے حفاظت،سورج چاندگرہن وغیرہ شامل ہیں۔

فہرست تصانیف:

مولانا پاریکھ صاحب علم کا ایک خزانہ چھوڑ گئے ہیں۔ ہزاروں لوگ اُن سے مستفید ہوئے اور اُن کی تعلیمات کی سفیر بن گئے۔مولانا صاحب نے اٹھارہ سال کی عمر سے تصنیف و تالیف اور ترجموں کا سلسلہ شروع کر دیا اور پھر تا حیات مشغلۂ تحریر جاری رکھا۔ان تصانیف کا ذخیرہ

ہزاروں صفحات میں پھیلا ہوا ہے۔

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب کی تصنیف کردہ کتابوں کی فہرست

		سال اشاعت
۱)	آسان لغت القرآن (اردو)	1952
۲)	قوم یہود اور ہم: قرآن کی روشنی میں	1969
۳)	قرآنک کوش (ہندی)	1977
۴)	تحفظ گائے اور ہندوستانی مسلمان (اردو)	1978
۵)	ٹرانسلیشن اینڈ کامینٹری آف ہولی قرآن (اردو)	1982
۶)	گائے کا قاتل کون اور الزام کس پر (اردو)	1990
۷)	حج کا ساتھی (اردو)	1991
۸)	حج کا ساتھی (ہندی)	1991
۹)	حج گائیڈ (انگریزی)	1992
۱۰)	حج نو ساتھی (گجراتی)	1992
۱۱)	امن کا پیغام انسانیت کے نام (اردو)	1995

مولانا عبدالکریم پاریکھ کی عملی خدمات کو خراج تحسین:

ہندوستان کے عظیم مفکر، مفسر قرآن عالم ین عبدالکریم صاحب ؒ کی علمی خدمات کو خراج تحسین کرنے کے لئے آر۔ٹی۔ایم یونیورسٹی ناگپور کے ذمہ داران اور عبدالکریم پاریکھ چیریٹیبل

ٹرسٹ کے چیئر مین جناب عبدالماجد پاریکھ اور دیگر ذمہ داران کی کوششوں سے ۳۰ رستمبر ۲۰۱۱ء کو یونیورسٹی کا نوکیشن ہال میں شام ۵ بجے سالانہ لیکچر سریز کا اہتمام کیا گیا۔جس میں ڈپٹی چیئر مین راجیہ سبھا کے رحمٰن خان صاحب کومہمانِ خصوصی بلایا گیا تھا انھوں نے لیکچر دیتے ہوئے کہا'' کہ یہ میرے لئے نہایت خوشی کا موقع ہے کہ آج میں ایسی تقریب میں شریک ہوں جو ہندوستان کے عظیم مفکر، مفسر قرآن عالم دین مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب کی علمی خدمات کوخراج تحسین کرنے کے لئے منعقد ہوئی ہے۔

علمی اور سماجی خدمات کے اعتراف میں حضرت مولانا پاریکھ کوحکومت ہند نے ۲۰۰۱ء میں پدم بھوشن کے اعزاز سے نوازا۔اپنی مثالی صلاحیتوں کی بنا پر ہی مولانا کوقومی سطح پر قابل ذکر اداروں سے وابستہ ہونے کا موقعہ ملا۔بین الاقوامی سطح پر وہ رابطہ عالم اسلامی کے رکن بنے،امریکی فیڈریشن کی جانب سے انھیں فخر ہندوستان کے خطاب سے نوازا گیا۔اس کے علاوہ دعوت وتبلیغ کے حوالے سے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے عالمی سطح پر مولانا کومتعارف کرانے میں اہم کردارادا کیا ہے۔

مولانا صاحب کوخراج تحسین پیش کرتے ہوئے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے کہا:''مولانا پاریکھ صاحب ہندوستان کی ملت اسلامیہ کی ایک ضرورت بن گئے تھے،ان کے نہ رہنے سے ملت کو بڑا خسارہ ہوا ہے۔انھوں نے دین وملت کی خیرخواہی کے کاموں میں اپنی پوری زندگی لگادی،جس کا صلہ انھیں آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھرپور ملنے کی اُمید ہے۔اللہ تعالیٰ مولانا پاریکھ صاحب کوان کی خدمات پر بہت اجر عطا فرمائے اوران کے جانے سے جوخسارہ

ہوا ہے اس کی تلافی فرمائے۔'' آمین۔

مولانا محمد عمران مطاہری نے اس طرح خراج عقیدت پیش کیا ہے: ''حضرت مولانا عبدالکریم پاریکھ اب ہمارے درمیان نہیں ہیں، لیکن ان کا کوئی کام جوانھوں نے اپنے پیچھے صدقہ جاریہ چھوڑا ہے۔ ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ ہم سب انھیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں اعلی علیین میں جگہ مرحمت فرمائے اور ان کی قبر کو نور سے منور فرمائے۔ آمین۔''

ڈاکٹر عباد الرحمٰن نشاط صاحب نے خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا: ''مولانا مرحوم پر مضامین لکھے گئے ہیں اور لکھے جا رہے ہیں۔ اجتماعات میں انھیں خراج عقیدت پیش کیا جا رہا ہے اور مختلف عنوانات سے ان کی فکر کے گوشوں کو اجاگر کیا جا رہا ہے۔ اب وہ اپنے خالق حقیقی کے پاس جا چکے ہیں اور پس ماندگان جن میں ہم سب شامل ہیں، کے لئے ان کا ورثہ، ان کا یہ پیغام ہے کہ کوشش کر کے زندگی کی ہر نفس نو کو ہم اپنے لئے ذخیرۂ آخرت بنالیں، کہ مدت معینہ کے بعد پھر کسی کو ایک سانس بھی میسر نہیں ہوتی۔ اس موقع پر مجھے اپنے والد محترم شاہ افضال الرحمٰن بسملؔ کا یہ شعر اس حقیقت کا بہترین ترجمان نظر آتا ہے:

چہک لو تم اے بسملؔ کہ ہے قانون فطرت یہ — سنا کر اپنی اپنی بولیاں، خاموش ہو جانا

شاہد حسین صاحب نے ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ''ہمدردی و غم گساری میں یکتائے روزگار، ملت کے غم میں راتوں کو رونے والا، بہتوں کو روتا چھوڑ کر رخصت ہو گیا۔

''آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے۔''